مسٹر پکتھال کا انگریزی ترجمۂ قرآن

(مولانا سید ہاشمی فریدآبادی)

چند سال ہوئے پادری زویمر حیدرآباد آئے تھے۔ یہ صاحب مصر و عراق وغیرہ عربی ممالک میں مدت دراز سے دینِ مسیحی کی تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں اور اسلامی علوم اور عربی قوموں سے خوب واقف ہیں۔ مسیحی تبلیغ میں نہایت سرگرم و ممتاز ہونے کے ساتھ، ان کی دینِ اسلام سے دلی عداوت بھی کافی مشہور ہے، اگرچہ ممکن ہے اس شدت میں مذہبی مخالفت سے زیادہ سیاسی رقابت کا دخل ہو۔ بہرحال ان سے ایک چائے کے جلسے میں راقم الحروف کی ملاقات ہوئی۔ پادری صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ اردو زبان میں قرآن شریف کے کتنے ترجمے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک تعداد نہیں معلوم آٹھ نو ترجمے ضرور ہو چکے ہیں۔ تب فخریہ کہنے لگے کہ اس معاملے میں بھی ہماری زبان انگریزی فوقیت رکھتی ہے جس میں قرآن (شریف) کے چودہ ترجمے کئے جا چکے ہیں۔ مگر میرے اس سوال پر کہ ان ترجموں کی نوعیت اور درجہ استناد کیا ہے، پادری صاحب کچھ خفیف سے ہو گئے۔ پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ جس قوم نے خود اپنی آسمانی کتابوں میں تحریف کرنے میں باک نہ کیا اس سے یہ توقع رکھنی فضول ہے کہ قرآن شریف کا صحیح ترجمہ کرنے کا اہتمام کرے گی۔

دوسری طرف وہ انگریزی ترجمے ہیں جو خود مسلمانوں نے کئے۔ اور ظاہر ہے کہ ان میں تعصب یا نافہمی کی غلطیاں نہیں ہیں جو انگریزی مترجموں کی خصوصیت ہے۔ مسلمانوں کے ان ترجموں میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا اور قرآن شریف کے متن کے ساتھ کئی بار چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ اس ترجمہ نے ہندوستان میں بھی کافی مقبولیت

پائی اور دُوسرا انگریزی تراجم کے مقابلے میں یقیناً زیادہ قدر و منزلت کا مستحق ہے۔
بااین ہمہ ادبی اعتبار سے یہ ترجمہ کوئی پایۂ عالی نہیں رکھتا اور نہ غالباً مترجم نے اس بات کا کوئی خاص اہتمام کیا کہ کسی اعلیٰ درجہ کے عربی شناس انگریز ادیب سے اس کی اصلاح و درستی میں مدد لی جائے۔ یہ مسلّم ہے کہ قرآن شریف رُوحانی اور اخلاقی ہدایت کا سرچشمہ ہونے کے علاوہ عربی ادبیاتِ عالیہ کی سب سے پہلی اور سب سے بہتر کتاب ہے اور کسی غیر زبان میں اس کا صحیح و فصیح ترجمہ کرنا، حافظ و عمر خیام کے کلام کو ترجمہ کرنے سے یقیناً زیادہ محال ہے۔ خود اسلامی زبانوں میں جو ترجمے ہوئے اُن میں بھی غالباً شاہ ولی اللہ صاحب کے فارسی ترجمے کے سوا کوئی ترجمہ ہر اعتبار سے قابلِ اطمینان تسلیم نہیں کیا گیا۔ پس ایک ہندوستانی آدمی سے یہ اُمید کس طرح کی جا سکتی ہے کہ وہ قرآنِ شریف کو ایک بالکل غیر زبان (انگریزی) کے بہترین قالب میں ڈھال دے گا۔
اس دُشواری کا حل ظاہر ہے کہ صرف دو طرح سے ممکن ہے۔ ایک تو یہ کہ کوئی عرب مسلمان جو انگریزی زبان کا بھی اعلیٰ درجہ کا ادیب ہو، انگریزی میں ترجمہ کرے اور یا یہ کہ کوئی انگریز ادیب جو عربی زبان اور نیز اسلامی علوم میں مہارت تامّہ رکھتا ہو، یہ کام اپنے ذمّے لے۔ مجھے یقین ہے کہ پوری زوبمر کے چودہ ترجموں میں سے کوئی ایک ترجمہ بھی اس معیار پر سلامت نہ اُترے گا یعنی قرآن شریف سے حُسنِ ظن رکھنا ایک طرف، کسی انگریز مترجم نے محض عالمانہ تحقیق اور خالص علمی خدمت کے لئے بھی اس دُشوار گزار کام کو سرانجام نہیں دیا اور اسی وجہ سے ان میں کوئی ترجمہ کامیاب نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اسے محض ایک خدا ساز صورت سمجھنا چاہیے کہ خود ایک انگریز ادیب حلقہ بگوش اسلام ہوا اور اس نے زیادہ تر مذہبی جذبے سے اس مبارک کام کو اپنے لئے دُنیا اور آخرت کی سُرخروئی کا ذریعہ سمجھا۔ بے شبہ ہمارے

محبوب و محترم دوست مسٹر مارماڈیوک پکتھال عربی زبان کے جیّد عالم نہیں ہیں لیکن ان کی عربی دانی اور خصوصاً مطالعہ قرآنی انگریزی کے کسی دوسرے مترجم قرآن سے کم نہیں ہے اسی کے ساتھ وہ انگریزی زبان کے نہایت عالی رتبہ ادیب ہیں۔ پھر انھوں نے اپنی عربیت کی کوتاہی کو مصری علما کی مدد سے خاص قاہرہ میں رہ کر پورا کیا ہے اور اس لئے مجموعی طور پر یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کرنے میں جو بہتر سے بہتر انتظام اس وقت ممکن تھا وہ پہلی مرتبہ پکتھال صاحب کی کوشش سے عمل میں آگیا اور خوب ترین انگریزی طباعت، جلد بندی وغیرہ کے ساتھ ان کا انگریزی ترجمہ قرآن شایع ہوا۔ جزاہ اللّٰہ خیر الجزا ؛

پکتھال صاحب کے ترجمے کے ساتھ عربی متن شامل نہیں ہے اور یقیناً یہی سبب ہے کہ اُسے انگریزی دان مسلمانوں میں وہ قبولیت حاصل نہیں ہوئی جو محمد علی صاحب کے ترجمے کو میسّر ہے امید رکھنی چاہیئے کہ بعض موقر احباب کی فرمائش سے فاضل مترجم قریب زمانے میں اپنے انگریزی ترجمے کو مع متنِ قرآن دوبارہ طبع کرادیں گے اور ہمکا ہدیہ بھی اتنا رکھیں گے کہ متوسّط طبقے کے انگریزی دان مسلمان اس سے استفادہ کرسکیں۔ دوسرے ممکن ہو تو اس مرتبہ ہندوستان کے مسلمان علماسے بھی انکو ترجمے پر نظرِ ثانی کرنے میں مدد لینی چاہیئے تاکہ اگر کوئی جزئی فروگزاشت یا اختلافی چیز قابلِ توضیح رہ گئی ہو تو اس دوسری طبع کے وقت وہ کسر پوری کردی جائے ؛

پکتھال صاحب کے ترجمہ قرآن کی فضیلت کا ہم نے صرف اصولاً ذکر کیا۔ کسی تفصیلی بحث کرنے کا یہ محل نہیں ہے مگر اجمالاً یہ لکھنا مناسب ہوگا کہ اس ترجمے کی زبان انگریزی فصاحت کا نمونہ ہے اور اسی کے ساتھ کتاب اللہ کے ایک ایک لفظِ مقدس کی نہایت احتیاط سے پیروی کی گئی ہے اسی مضمون کے آخر میں ہم نے قرآن شریف کی سب سے پہلی منزّل صورت (یعنی علق) اور معوذتین کو آیات کا نمبر ڈال کر نقل کیا ہے اور بطور نمونہ راڈویل، مولوی محمد علی اور آخر میں

مسٹر پکتھال کا ترجمہ انگریزی میں پیش کر دیا ہے شاہ رفیع الدین صاحبؒ اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا اردو ترجمہ بھی متن قرآن کے سامنے تحریر ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان انگریزی ترجموں کو غور سے دیکھنے کے بعد، ہر شخص جو انگریزی کا ادبی ذوق رکھتا ہے اُس نمایاں فرق اور صریح فوقیت کا اندازہ کئے بغیر نہ رہے گا جو پکتھال صاحب کے ترجمے کو دُوسروں پر حاصل ہے۔ دوسرے انگریزی تراجم میں پامر اور سیل کے ترجمے بھی مشہور ہیں مگر سیل نے غالباً کسی اطالوی یا لاطینی ترجمے سے ترجمہ کیا تھا اور پامر نے الفاظ قرآنی کی پوری پابندی لازم نہیں سمجھی۔ یوں بھی ادبی اعتبار سے راڈویل کا ترجمہ بہت بہتر سمجھا جاتا ہے پیش کردہ نمونے سے پکتھال کے مقابلے میں اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔

پکتھال صاحب کے ترجمے کی یہ خصوصیت قابلِ ذکر ہے کہ انھوں نے توراۃ و انجیل کی زبان اختیار کی ہے۔ یورپ کی زبانوں میں قرآن شریف کا کامیاب ترجمہ اسی طرح ممکن ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے سب سے پہلے نواب عماد الملک (بلگرامی) مرحوم نے اسی اصول پر قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ شروع کیا تھا مگر افسوس ہے کہ وہ پورا نہ ہو سکا اور اس کے چھپنے کی نوبت نہ آئی۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس متین و پاکیزہ طرزِ تحریر میں ترجمہ کرنا ہر شخص کا کام نہیں۔ اِس کے لئے علم و فضل کے علاوہ بہترین ذوقِ ادبی سے متصف ہونا ضروری ہے۔

ہر سورۃ کے ترجمے کے ساتھ پکتھال صاحب نے اس کی شانِ نزول اور مطالب کو بھی مختصر طور پر لکھ دیا ہے لیکن حقیقت میں سب سے پُر مغز اور دلچسپ تحریر ان کا مقدمہ کتاب ہے جس میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات اس جامعیت سے لکھے ہیں کہ بے اختیار آفرین کہنے کو جی چاہتا ہے۔ مقدمے میں مختلف سورتوں کی تنزیل کا بھی بہت خوبی سے ذکر آ گیا ہے۔

انگریزی ترجمہ پورا کرنے کے بعد پکتھال صاحب انگلستان سے قاہرہ گئے اور کئی مہینے وہاں رہ کر محمد بیے احمد الغمراوی کے ساتھ اس کی اول سے آخر تک نظرِ ثانی کی یہ صاحب جامعہ لندن کے

فارغ التحصیل اور صاحب زبان ہونے کے علاوہ قرآن شریف کے مطالعے سے خاص شغف رکھتے ہیں۔ مزید برآں، ترجمے کی تصحیح و تحقیق میں ہر موقع پر حضرت علامہ شیخ مصطفیٰ (المراغی) سے جو ایک زمانے میں جامعہ ازہر کے صدر معلم تھے اور مصر کے علمائے فحول میں شامل ہیں، بیش بہا مدد ملتی رہی ہے۔

واضح رہے کہ علمائے مصر کا ایک بڑا گروہ قرآن شریف کا کسی زبان میں ترجمہ کرنا جائز نہیں سمجھتا۔ چنانچہ وہاں آجکل قانوناً تراجم قرآن کی اشاعت و فروخت ممنوع ہے اور مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا انگریزی ترجمہ برسرِ عام جامعہ ازہر میں جلایا جا چکا ہے۔ پکتھال صاحب کے ترجمے کی بھی اس گروہ کی طرف سے مخالفت ہوئی اور فاضل مترجم کو وہاں کے اخباروں میں مضمون لکھ کر نیز زبانی گفتگو میں ان صاحبوں کو سمجھانا پڑا کہ عجمی اقوام تک قرآن حکیم کا پیام پہنچانا کس قدر ضروری ہے۔ آخر مصالحت کی یہ صورت تجویز ہوئی کہ پکتھال صاحب اپنے ترجمے کو "تعبیر قرآن" کے نام سے موسوم کریں۔ چنانچہ انہوں نے اسے "قرآن ذی شان کے معنی" کے نام سے شائع کیا ہے۔ باوجود اس اہتمام کے کچھ مدت ہوئی کہ حکومتِ مصر نے اس ترجمے کی نسبت یہ رائے قائم کی کہ گو دوسرے سب تراجم سے یہ بہتر ہے لیکن مذہبی طور پر اس کی اشاعت مناسب نہ ہوگی۔ ممکن ہے اس قدغن کا ایک سبب یہ ہو کہ پکتھال صاحب کا ترجمہ متن عربی کے بغیر شائع ہوا ہے۔ بہر حال ان تمام حالات کو خود انہوں نے تفصیل و خوبی کے ساتھ رسالہ اسلامک کلچر (جولائی ۱۹۳۱ء) میں تحریر کر دیا ہے۔

پکتھال صاحب کو قبول اسلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے ملت اسلامی کی بعض خدمات جلیلہ انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرمائی اگرچہ خود ان کی کسر نفسی، عزلت پسندی اور کچھ مسلمانوں کی عام بے حسی اور جہالت کے باعث ان کی جیسی چاہیے قدر و منزلت نہ ہوئی۔ با ایں ہمہ ہمیں امید ہے کہ ان کا انگریزی ترجمۂ قرآن بجائے خود ایسا کارنامہ ثابت ہوگا جو دین و دنیا میں ان کی سرخروئی کا باعث ہوگا اور ملتِ مرحوم کے مشاہیر میں ان کے لیے ایک رتبہ شائستہ حاصل کئے بغیر نہ رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔